سیرت وسوانح

امام ابو عیسیٰ ترمذی رحؒ

عبدالرشید عراقی

محدثین صحاح ستہ کے چوتھے رکن امام ابو عیسیٰ ترمذی ہیں۔ آپ ۲۰۹ھ میں ترمذ میں پیدا ہوئے' جو دریائے جیحوں کے کنارے واقع تھا{۱}۔

ترمذ خراسان کا ایک مشہور شہر تھا اور خراسان ایک زمانہ میں ارباب علم و فضل کا مرکز رہا ہے۔ تاریخ اسلام کے بے شمار نامور ارباب کمال اسی خاک سے اٹھے۔ امام ترمذی کا تعلق بھی اسی سرزمین سے تھا{۲}۔

امام ترمذی جس دور میں پیدا ہوئے اس زمانے میں علم حدیث اکنافِ عالم میں پھیل چکا تھا اور اس اعتبار سے خراسان اور ماوراء النہر کے علاقے مرکزی حیثیت رکھتے تھے۔ امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ (م ۲۵۶ھ) جیسے جلیل القدر محدث کی مسند علم بچھ چکی تھی اور تشنگان علم جوق در جوق اس طرف چلے آ رہے تھے۔ امام ترمذی نے ابتدائی تعلیم کہاں حاصل کی اور کن اساتذہ سے استفادہ کیا' اس کی تفصیل نہیں ملتی۔

تحصیل حدیث کے لئے سفر

امام ترمذی نے جب ہوش سنبھالا تو اس وقت حجاز' عراق' خراسان' ماوراء النہر' شام' مصر و مغرب وغیرہ دنیائے اسلام کے گوشہ گوشہ میں مراکز حدیث قائم ہو چکے تھے۔ حجاز' عراق اور خراسان کو تو اس اعتبار سے مرکزی حیثیت حاصل تھی اور ان علاقوں میں حدیث کا ذوق و شوق عام تھا۔ امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ جیسے جلیل القدر محدث کے علم و شہرت نے اس شوق کو اور بڑھایا۔ اسی ماحول میں امام ترمذی کی نشوونما ہوئی۔ حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں :

> "امام ترمذی نے متعدد شہروں کا سفر کیا اور خراسان' عراق اور حجاز کے ارباب کمال سے سماع کیا"۔ {۳}

اساتذہ

امام ترمذی کے اساتذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ آپ نے اپنے زمانے کے ہر خرمنِ حدیث سے استفادہ کیا۔ اس لئے ان کے اساتذہ کا استحصاء دشوار ہے۔

امام بخاریؒ (م ۲۵۶ھ) ' امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ) اور امام ابو داؤدؒ (م ۲۷۵ھ) آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ امام ترمذی نے سب سے زیادہ استفادہ امام بخاری سے کیا اور امام بخاری کو اپنے اس مایہ ناز شاگرد پر بہت ناز تھا۔ امام بخاری نے آپ کو یہ سند عطا فرمائی :

"ماانتفعتُ بکَ اکثر مما انتفعتَ بی" {۴}

(جتنا استفادہ تم نے مجھ سے کیا ہے اس سے زیادہ استفادہ میں نے تم سے کیا ہے۔)

اس پر مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ (م ۱۳۵۱ھ) فرماتے ہیں کہ :

"اس کا مطلب یہ ہے کہ ذہین شاگرد جب استاد سے سوال کرتا ہے تو اس کی نگاہ دیگر علوم کی طرف جاتی ہے"۔ {۵}

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ (م ۱۲۳۹ھ) فرماتے ہیں :

"ترمذی شاگرد رشید بخاری است و روش اورا آموختہ و از مسلم وابی داؤد شیوخ ایشان نیز روایت دارد در بصرہ و کوفہ و واسط و رے و خراسان و حجاز سالہا در علم حدیث بسر بردہ"۔ {۶}

(امام ترمذی امام بخاری کے شاگرد رشید شمار ہوتے ہیں۔ مسلم ' ابو داؤد اور ان کے شیوخ سے بھی روایت کرتے ہیں ' علم حدیث کی طلب میں انہوں نے بصرہ ' کوفہ ' واسط ' رے ' خراسان اور حجاز میں بہت سال گزارے۔)

تلامذہ

جس طرح امام ترمذی کے اساتذہ اپنے وقت کے اساطین فن اور اصحاب علم و فضل تھے اسی طرح آپ کے تلامذہ میں بڑے بڑے جلیل القدر محدثین اور اساطین فن کے نام تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں :

"امام ترمذی کے علمی کمالات نے ان کی ذات کو طالبان حدیث کا مرجع بنا دیا تھا۔ ان

کے تلامذہ میں خراسان اور ترکستان کے علاوہ دنیائے اسلام کے مختلف گوشوں کے رہنے والوں کے نام ملتے ہیں"۔ {۷}

حافظہ

امام ترمذی کا حافظہ بہت قوی اور غیر معمولی تھا۔ آپ کے اساتذہ اور معاصرین نے آپ کے غیر معمولی حافظہ کا اعتراف کیا ہے اور آپ کے غیر معمولی حافظہ کے واقعات تاریخ نے محفوظ کئے ہیں۔ {۸}

امام ترمذی کا علمی تبحر

امام ترمذی کے علم و فضل اور جلالت علمی کا اعتراف ان کے اساتذہ اور معاصرین نے کیا ہے۔ حدیث ان کا خاص فن تھا۔ تفسیر اور فقہ میں بھی ان کو کمال حاصل تھا۔ جامع ترمذی میں انہوں نے ابواب تفسیر کے تحت آیات قرآنی کے متعلق جو احادیث نبویؐ اور آثار صحابہ جمع کئے ہیں ان سے تفسیر کے متعلق ان کے علمی تبحر کا اندازہ ہوتا ہے۔ فقہ میں بھی امام ترمذی کو خاص کمال حاصل تھا۔ امام ترمذی کے علمی تبحر کا ارباب سیر نے اعتراف کیا ہے۔ امام ابو عبداللہ شمس الدین ذہبیؒ (م ۸۴۲ھ) کہتے ہیں :

"مات البخاری ولم یخلف بخراسان مثل ابی عیسی فی العلم والحفظ والورع والزھد" {۹}

(امام بخاری کے انتقال کے بعد خراسان میں ابو عیسیٰ ترمذی کی مانند کوئی محدث پیدا نہیں ہوا۔ ان کے زہد و تقویٰ اور وسعت علم اور کثرت حفظ میں ان کا کوئی نظیر و مثیل نہیں گزرا۔)

زہد و تقویٰ

امام ترمذی اپنے تبحر علمی کے ساتھ ساتھ زہد و تقویٰ، امانت و دیانت، عدالت و ثقاہت اور علم و عمل میں بھی یکتا تھے۔ ان پر خشیتِ الٰہی کا اتنا غلبہ تھا کہ ہر وقت روتے رہتے تھے، یہاں تک کہ ان کی بینائی جاتی رہی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) فرماتے ہیں :

"تورع و زہد بحدے داشت کہ فوق آں متصور نیست بخوف الٰہی بسیار گریہ و زاری کردو نابینا شد" [۱۰]

(یعنی زہد و تقویٰ اس درجہ حاصل تھا کہ اس سے زیادہ کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا اور خوف الٰہی سے بکثرت گریہ و زاری کیا کرتے تھے یہاں تک کہ آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔)

امام ترمذی کا مسلک

امام ترمذی کا مسلک مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری (م ۱۳۵۱ھ) نے شافعی لکھا ہے [۱۱] لیکن امام ترمذی امام بخاری کے خاص تلامذہ میں سے تھے اور ان پر مجتہدانہ رنگ بھی غالب تھا۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ (م ۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں :

"یعنی محدثین کا کسی امام کی کثرت موافقت کی وجہ سے اسی مذہب کی طرف انتساب کیا جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ انہوں نے ان کے اصول کے مطابق اجتہاد اور استخراج مسائل کیا ہو۔ اگر کوئی جزوی اختلاف ہو جائے تو ایسا ممکن ہے اور اس طرح کا اختلاف مسلک شافعی میں داخل ہونے کے لئے قادح نہیں۔" [۱۲]

اس لئے علمائے کرام نے تصریح کی ہے کہ امام ترمذی خود مجتہد مطلق تھے اور اس کی دلیل امام ترمذی کی خاص اصطلاح "عن اصحابنا" سے پکڑتے ہیں۔

تصانیف

امام ترمذی کی تصانیف میں جن کتابوں کے نام ملتے ہیں وہ درج ذیل ہیں :

کتاب العلل' کتاب المفرد' کتاب التاریخ' کتاب الزھد' کتاب الشمائل' کتاب الاسماء والکنی' الجامع الترمذی [۱۳]

وفات

امام ترمذی نے ۷۰ سال کی عمر میں ۲۷۹ھ میں انتقال کیا۔ [۱۴]

جامع الترمذی

حدیث کی جس کتاب میں آٹھ قسم کے مضامین بیان کئے جائیں اس کو جامع کے لقب

سے یاد کیا جاتا ہے' اور وہ آٹھ قسم کے مضامین جامع یہ ہیں۔ (۱) سیر(۲) آداب (۳) تفسیر(۴) عقائد(۵) فتن(۶) احکام(۷) اشراط(۸) مناقب[۱۵]۔

جامع الترمذی اپنی تمام خصوصیات' ائمہ کرام کی تحقیقات' تعاملات صحابہ کے مباحث کے ساتھ امام ترمذی کے تبحر علمی' وسعت نظر' ذکاوت فہم اور کمال حافظہ پر دال ایک زندۂ جاوید یادگار ہے[۱۶]۔

امام ترمذی سے پہلے حدیث کے کئی مجموعے مرتب ہو چکے تھے' مثلاً موطا امام مالک' مسند ابوداؤد طیالسی' صحیح بخاری' صحیح مسلم' سنن ابن ماجہ' سنن ابی داؤد اور ان کے علاوہ اور بھی کئی کتابیں معرض وجود میں آچکی تھیں۔ لیکن امام ترمذی نے جامع الترمذی تالیف کر کے ایک نئی راہ الگ نکالی' اور اس میں ایسی خصوصیات پیدا کیں جن سے ان سے پہلے کی کتب حدیث خالی تھیں۔

جامع الترمذی کی خصوصیات

امام ترمذی نے کتاب مکمل کر کے علمائے حجاز کے سامنے پیش کی تو انہوں نے اس کو پسند فرمایا۔ اس لئے علمائے کرام نے لکھا ہے کہ جس گھر میں جامع ترمذی ہو گویا اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرمارہے ہیں۔[۱۷]

جامع الترمذی صحاح ستہ میں چوتھے نمبر پر ہے لیکن اپنی خصوصیات کی وجہ سے اس کا افادہ صحاح کی تمام کتابوں سے زیادہ ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (م ۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں :

> "جامع ترمذی' بخاری' مسلم اور ابوداؤد کی بعض اچھی خصوصیات کی جامع ہے اور اس میں ان سے زیادہ مفید باتیں ہیں۔"

چنانچہ وہ بخاری' مسلم' اور ابوداؤد کی خصوصیات بتانے کے بعد لکھتے ہیں :

> "چوتھے ابو عیسیٰ ترمذی ہیں۔ انہوں نے بخاری' مسلم اور ابوداؤد کی بعض خصوصیات کو اپنی کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ شیخین کے طریقہ پر متون اور اسناد کے ابہام کی تفصیل کر دی ہے اور ابوداؤد کے طریقہ پر ان احادیث کو جمع کر دیا ہے جن پر کسی نہ کسی کا عمل ہے۔ اور ان تینوں پر یہ اضافہ ہے کہ صحابہ اور مختلف ملکوں کے فقہاء

کے مذاہب کا بھی ذکر کر کے اپنی کتاب کو جامع بنا دیا ہے۔ طرق حدیث کا نہایت لطیف اختصار کیا ہے' اس طرح کہ ایک حدیث نقل کر کے دوسرے طرق کی طرف اشارہ کر دیا ہے اور ہر حدیث کے عیوب و ہنر کو ظاہر کر دیا ہے کہ صحیح یا حسن یا ضعیف یا منکر ہے اور وجہ ضعف بھی بیان کر دی ہے تاکہ طالب علم کو قابل اعتبار' اور ناقابل اعتبار حدیث سے واقفیت ہو جائے۔ جس کا نام بتانے کی ضرورت تھی اس کا نام بھی لے لیا ہے اور جس کی کنیت کی ضرورت تھی اس کی کنیت بھی بتا دی ہے۔ غرض انہوں نے صاحب علم کے لئے کوئی چیز مخفی نہیں چھوڑی ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ جامع ترمذی مجتہد کے لئے کافی اور مقلد کے لئے دوسری کتابوں سے بے نیاز کرنے والی ہے۔" {۱۸}

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) جامع ترمذی کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"جامع ترمذی حدیث کی بہترین کتابوں میں سے ہے بلکہ بعض وجوہ اور حیثیات سے حدیث کی تمام کتابوں سے بہتر ہے۔ ایک ترتیب وعدم تکرار کی حیثیت سے' دوسرے فقہاء کے مذاہب اور ان کے استدلال کے ذکر کی حیثیت سے' تیسرے حدیث کے اقسام صحیح' حسن' ضعیف' غریب اور معلل بعلل کے ذکر کی حیثیت سے' چوتھے رواۃ کے نام' ان کے القاب اور کنیتوں اور علم رجال کے متعلق دوسرے فوائد کی حیثیت سے۔" {۱۹}

مولانا ضیاءالدین اصلاحی لکھتے ہیں :

"امام ترمذی حفظ حدیث کے ساتھ مجتہد و فقیہ تھے۔ ان کے تفقہ پر جامع ترمذی شاہد ہے۔ ترمذی کا خاص امتیاز یہی ہے کہ وہ محض احادیث کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ فقہی اجتہاد کی کتاب بھی ہے۔ اس میں امام ترمذی نے مختلف ائمہ کے فقہی مذاہب اور ان کے استنباطات اور دلائل کو جمع کر دیا ہے اور جابجا اس پر تنقید بھی کرتے گئے ہیں۔" {۲۰}

جامع ترمذی کی شروح

جامع ترمذی کی اہمیت' افادیت اور خصوصیات کی وجہ سے علمائے کرام نے اس کے

ساتھ بڑا اعتناء کیا ہے۔ اس کی شرحیں لکھیں' حواشی لکھے' مختصرات مرتب کئے' اس کے مشکلات حل کئے' اور اس کے مختلف پہلوؤں پر بیش قیمت ذخیرہ فراہم کردیا ہے۔ تاہم چند مشہور و متداول شروح و حواشی یہ ہیں :

عارضة الاحوذي : از حافظ ابوبکر محمد بن عبداللہ المعروف ابن العربی (م ۵۴۶ھ)

قوت المغتذي : از علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ء)

هداية اللوذعي بنكات الترمذي : علامہ شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ)

العرف الشذي : مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری (م ۱۳۵۱ھ)

تحفة الاحوذي في شرح جامع الترمذي مع مقدمة تحفة الاحوذي : از مولانا محمد عبدالرحمٰن محدث مبارک پوری (م ۱۳۵۳ھ)

مختصر تعارف تحفۃ الاحوذی و مقدمہ تحفۃ الاحوذی

یہ شرح چار جلدوں میں ہے۔ اس میں محدث مبارکپوری نے جامع ترمذی کے راویوں کا ترجمہ' احادیث کی تخریج' تصحیح و تحسین میں امام ترمذی کا تساہل' احادیث کی توضیح اور اختلاف مذاہب کی وضاحت بیان کی ہے۔ {۲۱}

مقدمہ دو باب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں ۴۱ فصلیں ہیں جن میں عام فنون حدیث' کتب حدیث اور ائمہ حدیث کے متعلق نہایت کارآمد اور ضروری فوائد جمع کردیئے گئے ہیں۔ دوسرا باب ۱۷ فصلوں پر مشتمل ہے جس میں خاص جامع ترمذی اور امام ترمذی کے متعلق مفید مباحث مذکور ہیں۔ {۲۲}

حواشی

(۱) ملا علی قاری' مرقاۃ' ج۱' ص۲۱ (۲) ابن خلکان' وفیات الاعیان' ج۲' ص۲۸۴

(۳) ابن حجر' تہذیب التہذیب' ج۹' ص۳۷۹ (۴) ابن حجر' تہذیب التہذیب' ج۲' ص۲۸۹

(۵) محمد انور شاہ کشمیری' العرف الشذی' ص۲۸ (۶) شاہ عبدالعزیز دہلوی' بستان المحدثین' ص۱۲۰

(باقی صفحہ ۹ پر ملاحظہ فرمائیں)